161243 ـ نفلی نماز کے دوران خاوند بلائے تو نماز توڑنے کا حکم

سوال

اگر بیوی نفلی نماز ادا کر رہی ہو اور خاوند بلائے تو کیا بیوی کو نماز توڑ دینی چاہیے یا نہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اگر بیوی نماز ادا کر رہی ہو اور خاوند اسے بلائے تو نماز توڑنے میں تفصیل پائی جاتی ہے، کیونکہ اس میں بیوی کو بلائے جانے کی غرض اور ضرورت دیکھی جائیگی:

اول:

اگر خاوند بیوی کو اپنی مدد کے لیے بلا رہا ہے کہ وہ آ کر اسے بچائے یا کسی نقصان اور خطرہ کو دور کرنے کے لیے آواز دے رہا ہے تو اس صورت میں بیوی کو توڑنی واجب ہو گی، چاہے وہ نفلی نماز ادا کر رہی ہو یا فرضی نماز میں ہو، یہی نہیں کہ ایسا بیوی ہی کریگی بلکہ ہر وہ شخص جو کسی مدد کے لیے پکارنے والے کو سنے کہ وہ ہلاک ہو رہا ہے تو اسے بچانے کے لیے توڑنا واجب ہے، کیونکہ نماز توڑنے کی خرابی کسی جان چلی جانے سے زیادہ آسان اور کم ہے، اور پھر نماز کی قضاء بھی ہو سکتی ہے، لیکن وہ جان چلی گئی تو واپس نہیں آ سکتی.

عز بن عبد السلام رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" غرق ہونے والے معصوم افراد کو بچانا اللہ کے ہاں نماز ادا کرنے سے زیادہ افضل ہے، اور پھر ان دونوں کو جمع کرنا بھی ممکن ہے، کہ پہلے غرق ہونے والے کو غرق ہونے سے بچایا جائے اور پھر نماز کی قضاء کر لی جائے، یہ معلوم ہی ہے کہ نماز کی ادائیگی کی جو مصلحت رہ جائے وہ کسی ہلاک ہونے والے مسلمان کی جان بچانے کا مقابلہ نہیں کر سکتی.

اسی طرح اگر کوئی روزے دار رمضان المبارك میں کسی شخص کو پانی میں غرق ہوتا دیکھے اور روزہ توڑے بغیر اس شخص کو بچانا ممکن نہ ہو، یا پھر کسی مظلم شخص کو دیکھے کہ اسے ظلم سے اسی صورت میں بچایا جا سکتا ہے جب روزہ توڑا جائے تو وہ روزہ توڑ کر اسے بچائیگا، یہ بھی دووں مصلحتوں کو جمع کرنا ہی ہے کہ پہلے اس جان کو بچایا جائے اور بعد میں روزہ کی قضاء میں روزہ رکھ لیا جائے.

اس لیے کہ کسی کی جان بچانا حقوق اللہ میں شامل ہوتا ہے اور اس میں حقوق العباد یعنی جس کی جان بچائی جائے اس کا بھی حق ہے اس طرح دو حق اکٹھے ہو جاتے ہیں، اس لیے اسے روزے کی ادائیگی پر مقدم کیا جائیگا، لیکن اصل میں نہیں " انتہی

دیکھیں: قواعد الاحکام (1 / 66).

بلکہ علماء کرام نے تو صرف جان ہی نہیں بلکہ مال بچانے کی ضرورت کی بنا پر فرضی نماز توڑنے کا بھی حکم بیان کیا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کتاب العمل فی الصلاۃ باب نمبر (11) میں باب کا عنوان باندھتے ہوئے کہا ہے:

" جب نماز میں جانور بدھک جائے " اور قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر چور اس کا کپڑا لے جائے تو وہ نماز چھوڑ کر چور کا پیچھا کرے " انتہی

اور علامہ ابن رجب رحمہ اللہ نے اس باب کی شرح کرتے ہوئے نقول ذکر کی ہیں جو ہمارے اس موضوع کے مطابق ہیں ابن رجب کہتے ہیں:

" عبد الرزاق رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں معمر عن الحسن اور قتادہ سے نقل کیا ہے کہ:

ایک شخص نماز ادا کر رہا ہو اور اسے اپنی سواری کے جانے کا خدشہ ہو یا پھر اس پر وحشی جانور حملہ کر دیں تو کیا کرے ؟

انہوں نے کہا: وہ نماز چھوڑ دے.

اور معمر قتادہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے قتادہ سے دریافت کرتے ہوئے کہا:

ایک شخص نماد ادا کر رہا ہو اور دیکھے کہ بچہ کنوئیں کے کنارے ہیں اور وہ اس میں گر جائیگا تو کیا وہ نماز توڑ دے ؟

قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: جی ہاں وہ نماز توڑ دے.

میں نے عرض کیا: وہ دیکھے کہ ایک چور اس کا جوتا لے کر جانے لگا ہے ؟

تو قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: وہ نماز چھوڑ دے.

اور سفیان رحمہ اللہ کا مسلک ہے کہ: اگر نماز میں کسی شخص کو کوئی اہم اور عظیم چیز پیش آ جائے تو وہ نماز

چھوڑ کر اسے حل کرے " اسے معافی نے سفیان سے روایت کیا ہے.

اسی طرح اگر نمازی کو اپنے جانوروں یا سواری کا سیلاب میں بہہ جانے کا خدشہ ہو تو.

امام مالك رحمہ اللہ کا مسلك ہے کہ:

جس کی سواری اور جانور بدھك جائے اور قریب ہی نماز ادا کر رہا تو وہ نماز میں دائیں بائیں چل سکتا ہے، اور اگر دور ہو تو وہ نماز چھوڑ کر اسے جا کر پکڑ لائے.

اور ہمارے اصحاب کا مسلك ہے کہ:

اگر نماز میں کسی غرق ہونے والے یا آگ میں جلنے والے شخص کو دیکھے یا دو بچوں کو لڑتا ہوا دیکھے اور وہ اسے زائل کرنے اور بچانے پر قادر ہو تو نماز چھوڑ دے اور انہیں جا کر بچائے.

امام احمد رحمہ اللہ یہ بھی کہتے ہیں:

" اگر دیکھے کہ بچہ کنویں میں گر جائیگا تو وہ نماز چھوڑ کر اسے پکڑے.

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ابو برزہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث صحیح بخاری میں حماد بن زید عن الزرق کے طریق سے نقل کی ہے اس میں وارد ہے کہ:

گھوڑا بھاگ گیا تو انہوں نے اپنی نماز چھوڑ کر گھوڑے کا پیچھا کیا اور اسے پکڑ لیا اور لا کر اسے باندھا اور نماز قضاء کی " انتہی

اور احناف کی کتاب در المختار میں درج ہے:

" غرق ہونے اور آگ میں جلنے والے شخص کو بچانے کے لیے نماز توڑنی واجب ہے " انتہی

دیکھیں: الدر المختار (2 / 51).

ابن عابدین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" حاصل یہ ہوا کہ جب نمازی دوران نماز کسی کے بچانے کی آواز سنے اگرچہ وہ پکار اور نداء کرنے والے اسے نہیں پکار رہا یا پھر کوئی اجنبی ہو چاہے اسے علم نہ بھی ہو کہ پکارنے والے کو کیا مشکل پیش آئی ہے یا علم بھی ہو اور وہ بچانے کی قدرت اور استطاعت رکھتا ہو تو اس کے لیے نماز چھوڑ کر مدد کرنا واجب ہے، چاہے نماز فرضی ہو

یا نفلی " انتہی

دیکھیں: رد المختار (2 / 51).

مزید تفصیل کے لیے آپ ہماری اسی ویب سائٹ پر سوال نمبر (3878) اور (134285) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

دوم:

لیکن اگر خاوند اپنی بیوی کو بغیر کسی ضرورت اور ایمرجنسی کے بلا رہا ہو جس میں تاخیر کرنا ممکن ہے تو پھر ہم کہیں گے کہ:

- اگر فرضی نماز میں ہو تو بیوی کے لیے فرضی نماز توڑنا حرام ہے؛ کیونکہ مسلمان پر فرض پورا کرنا واجب ہے اور اس کے علاوہ کسی اور طرف متوجہ نہیں ہوگا، اس لیے کہ خاوند کی بات ماننے سے فرضی نماز توڑنے کی خرابی زیادہ ہے.

- لیکن اگر نفلی نماز ادا کر رہی ہو تو خاوند کی بات ماننے کے لیے نفلی نماز توڑنے میں فقھاء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے اس میں دو قول ہیں:ط

پہلا قول:

شافعیہ اور حنابلہ کے ہاں جائز ہے، کیونکہ ان کے ہاں نفلی نماز توڑنا کراہت کے ساتھ جائز ہے چاہے بغیر کسی سبب کے ہی توڑی جائے، اور جب کوئی ضرورت اور سبب پایا جائے تو پھر یہ کراہت بھی ختم ہو جائیگی.

ابن حجر الھیتمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

جس نے نفلی روزہ یا نماز وغیرہ دوسرے نفلی کام سوائے حج و عمرہ کے شروع کیا تو اسے صحیح حدیث کی بنا پر توڑنے کا حق حاصل ہے:

" نفلی روزے والا اپنے آپ کا امیر ہے چاہے تو روزہ پورا کر لے اور چاہے تو روزہ توڑ دے "

مسند احمد (44 / 463) سنن ترمذی حدیث نمبر (732) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، لیکن امیر نفسہ کے بدلے سنن میں امین نفسہ کے الفاظ ہیں، نماز وغیرہ میں اسی سے ہی قیاس کیا گیا ہے.

چنانچہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور تم اپنے اعمال کو باطل مت کرو محمد (33).

یہ فرض میں ہے، پھر یہ کہ اگر بغیر کسی عذر کے ہو تو مکروہ ہے، وگرنہ مثلا مہمان یا میزبان پر روزہ مشکل ہو جائے تو مکروہ نہیں، بلکہ مسنون ہے اور پچھلے پر اسے ثواب ہو گا مثلا اس نے جو فرض یا نفل بغیر کسی عذر کے توڑا " انتہی

دیکھیں: تحفة المحتاج (3 / 459 ـ 460).

اور حنبلی عالم دین البھوتی کہتے ہیں:

" خاوند کے حق کی بنا پر بیوی کو نفل سے نکالنا جائز ہے؛ کیونکہ یہ واجب ہے، لہذا اسے نفل پر مقدم کیا جائیگا، لیکن فرض پر نہیں " انتہی

دیکھیں: کشاف القناع (1 / 379 ـ 380).

دوسرا قول:

احناف اور مالکیہ نے قیاس کرتے ہوئے عدم جواز کا کہا ہے؛ کیونکہ ان کے ہاں بغیر کسی سبب کے نفل توڑنا حرام ہے، اس کی دلیل درج ذیل فرمان باری تعالی ہے:

اے ایمان والو اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو، اور اپنے اعمال ضائع مت کرو محمد (33).

انہوں نے اس سے صرف والدین کو استثناء کیا ہے کہ اگر والدین اپنے بیٹے کو بلائیں اور وہ نماز میں ہو تو بیٹے کے لیے نفلی نماز توڑنی جائز ہے، لیکن احناف اور مالکیہ نے ایسی شروط لگائی ہیں، طوالت کی بنا پر ہم انہیں ذکر نہیں کر سکتے.

ان کے ہاں صرف بیٹے کو بات ماننا جائز ہے، لیکن بیوی کو کسی نے استثناء نہیں نہ تو مالکیہ نے اور نہ ہی احناف نے.

ہماری اسی ویب سائٹ پر پہلے قول کو اختیار کیا گیا ہے کہ ضرورت کی بنا پر نفلی نماز توڑی جا سکتی ہے، اور والدین کا بلانا بھی ضرورت ہے، اور اسی طرح خاوند کا اپنی بیوی کو طلب کرنا بھی "

مزید آپ سوال نمبر (26230) اور (151653) کے جوابات کا مطالعہ کریں.

اور عورت کو نفلی نماز توڑنے کی رخصت کی تقویت اس صورت میں بھی ملتی ہے کہ اگر خاوند معذرت اور معافی قبول کرنے والا نہ ہو اور اپنی بیوی پر رحم نہیں کرتا، بلکہ چھوٹی سے بات پر مشکلات پیدا کر دینے والوں میں شامل ہوتا ہو تو ہم اس صورت میں بیوی کو یہی کہیں گے کہ تم اپنی نفلی نماز توڑ دو اس میں کوئی حرج نہیں "

دیکھیں: الشرح الممتع للشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ (6 / 487).

واللہ اعلم .